

اور خالص سب سے بڑا چمکنا اور
اور خاک اور خالص سب سے بڑا چمکنا اور
اور خالص سب سے بڑا چمکنا اور

زینت
کے
ایسے میں



ابو القاسم علامہ نبی احمدی
نقشبندی قادری

جامعہ عتیقہ رضویہ کلاں سوالیہ
ضلع ریاکوٹ

بِسْمِ اللَّهِ تَعَالَى

مَزِيد

مَزِيدِیت کے آئینے میں



مَصْنَع

ابوالعتیق غلام نبی ہمدانی نقشبندی قادری

مہتمم دارالعلوم جامع عتیقیہ رضویہ (رجسٹرڈ) کلا سولہ (سیالکوٹ)



جمہ حقوق بحوت مصنف محفوظ

نام کتاب _____ بنزید، زیدیت کے آئینے میں

مصنف _____ علامہ ابو العتیق غلام نبی ہمدانی

صفحات _____ چوالیس

سال اشاعت _____ ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء

کتابت _____ القم کے پتوانہ ضلع سیالکوٹ

ناشر _____

مطبع _____

روپے

ہدیہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ جَمِیْعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ یزید پلید کا دامن اخلاق واقوہ کر بلا کے رونما ہونے پر امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نوجوانانِ خانوادہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انصار و اعوان کے ناحق قتل سے آلودہ ہے اور کوئی بھی اہل تحقیق یزید پلید کو سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ناحق قتل سے بری الذمہ قرار نہیں دے سکتا مگر نہایت ہی دکھ اور افسوس کا مقام ہے کہ بعض لوگ (دیوبندی و ہابی) یزید پلید کو قتلِ امام حسین رضی اللہ عنہ سے بری الذمہ ہی نہیں بلکہ یزید پلید کو ناحق پر اور امام عالی مقام کو باغی قرار دیتے ہیں۔ کر بلا کی خونچکاں داستان کے باوجود یزید کے جنتی ہونے کے دعویدار ہی نہیں بلکہ امیر المؤمنین جیسے لقب اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، رحمتہ اللہ علیہ جیسے دعائیہ کلمات سے بھی نوازتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی حسن محمد خطیب جامع مسجد نوکھر ضلع گوجرانوالہ اپنی مصنفہ کتاب "سیدنا حسین اور امیر یزید" میں یزید عنید کے ساتھ اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض و عناد کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

۱۔ جو فتنہ پیدا کرے وہ واجب القتل ہے خواہ وہ کسی قبیلے کا ہو۔
(سیدنا حسین اور امیر زید ص ۱۴)

۲۔ اور ان کا (یزید کا) احترام کریں ورنہ اعمال اکارت۔

۳۔ امیر زید کے بارے میں جتنے الزامات ہیں وہ سب تعصب و
جہالت کا کرشمہ ہیں۔ (مذکورہ کتاب ص ۱۵)

۴۔ اگر دو آدمیوں نے امیر زید کی بیعت نہ کی تو کیا فرق پڑے گا؟

۵۔ صرف دو بزرگوں سیدنا حسین و عبداللہ بن زبیر کے بیعت نہ کرنے
سے امیر زید کی خلافت و امارت پر کچھ اثر نہ پڑا اور نہ پڑ سکتا ہے
(ص ۱۴)

۶۔ امیر زید کی خلافت برحق تھی۔ (سیدنا حسین اور امیر زید ص ۱۶)

مذکورہ بالا گمراہ کن عبارات سے جو ثابت کیا گیا وہ ہے امام حسین رضی اللہ

عزہ کو فتنہ پیدا کرنے والا اور بریں بنا واجب القتل قرار دینا اور زید کی بیعت
کو صحیح کہہ کر اس کی خلافت کو برحق ماننا اور امام عالی مقام کے قتل کرنے کو

جائز قرار دینا اور زید پلیدی کی حمایت کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ان خیالات کے پیش نظر

کس طرح ممکن ہے کہ زید پلیدی کا دامن عفت امام عالی مقام کے قتل سے ملوث

نہ ہو۔ جبکہ زید کے ماننے والوں کے نزدیک امام حسین کو قتل کروادینا بہت

ضروری تھا۔

بایں وجہ ضروری تھا کہ زید پلیدی کی زیدیت کے متعلق ائمہ دین و محدثین

اور علماء و صلحاء اُمت کی رائے معلوم کی جائے کہ وہ زید علیہ ما علیہ کے متعلق کیا

رائے رکھتے ہیں تاکہ احقاقِ حق ہو اور عامۃ المسلمین کو صراطِ اللذین انعمت علیہم اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ہر دو کی راہ معلوم ہو جائے اور اس حق و باطل کی معرکہ آرائی میں سعادت مند ذہن فیصلہ کر سکیں کہ ہم نے امام عالی مقام کا ساتھ دینا ہے اور گمگشتہ راہ نیند پلید سے اجتناب اور پرہیز کرنا ہے اور اہل بیت کی محبت میں فاولمیک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولیک رفیقاً کا مترادف جاں فزا حاصل کرنا ہے۔

غلام نبی ہمدانی

کلاسوالہ ضلع بیلکوٹ

تاریخ ۲۳ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ

مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۹۳ء

بروز بدھ سات بجکر چالیس منٹ صبح



یزید کا سن ولادت

یزید بن معاویہ ابو خالد الاموی ۲۵ھ یا ۲۶ھ میں پیدا ہوا۔
بہت موٹا تازہ آدمی تھا۔ اس کے بدن پر بہت زیادہ بال تھے۔
(تاریخ الخلفاء اردو ص ۲۰۸)

نبی غیبی صلی اللہ علیہ وسلم اور یزید نامی شخص

ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں ابو عبیدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت ہمیشہ عدل و انصاف پر قائم رہے
گی حتیٰ کہ بنی امیہ میں ایک شخص یزید نامی ہوگا وہ عدل میں رخنہ ڈالے گا۔
دوسری روایت

روایانی نے اپنی مسند میں ابو الدردار سے روایت کی ہے کہ میں
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اول وہ شخص جو میری سنت کو تبدیل
کرے گا وہ بنو امیہ میں سے ہوگا اور اس کو یزید کے نام سے پکارا جائے
گا۔ (ہر دور روایت تاریخ الخلفاء امام سیوطی ص ۳۱۲)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال سے پہلے یزید کو وصیت فرمانا

ارشاد فرمایا بیٹا میرا موت پر یقین ہے اور اب میری وفات کا وقت
قریب ہے اب جو میں کہنا چاہتا ہوں غور سے سن لے اور میرے کہنے پر اللہ تعالیٰ

گواہ ہے میرے بعد امور مملکت تیرے پاس ہوں گے تو میں تجھے رعیت اور لوگوں کے درمیان انصاف کی وصیت کرتا ہوں۔

میرے بیٹے کل قیامت کو حکمران اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے حضور جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑے کیے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے حکم اور اپنے انصاف سے جسے چاہے جنت میں داخل فرمائے گا اور جسے چاہے بوجہ اس کے جور و ظلم کے دوزخ میں داخل فرمائے گا۔

وانت یا بنی اجعل الناس (ترجمہ) میرے بیٹے لوگوں کو تین بین بیدیک علی ثلاثة اقسام درجوں میں تقسیم کرنا۔ بڑوں کو باپ الکبار منہم فحی مقامہ والدک کے قائم مقام اور چھوٹوں کو بچے کے والصغیر منہم بمنزلۃ ولدک درجہ میں اور متوسط درجہ کو والمتوسط منہم بمنزلۃ بھائی کی مانند جاننا۔

اخیک (نور العین فی مشہد الحسین الاستاذ ابی اسحاق الاسفرائینی مطبوعہ مصر ص ۵)

گویا مراتب کا لحاظ رکھنا ہر کسی کی قدر و منزلت اس کے منصب و مقام کے مطابق کرنا اور ہر کام میں اللہ سے ڈرتے رہنا خاص کر قیامت کے دن سے کہ اس دن اللہ تعالیٰ قبروں سے اٹھا کر ہر شخص کو اپنے حضور لائے گا اور فرمایا ہے۔

واوصیک یا بنی بالحسین و (ترجمہ) اے میرے بیٹے میں تجھے اولاد دہ و اخوتہ و اولاد اخوتہ حضرت حسین اور انکی اولاد اور ان کے و جمیع عشیرتہ و جمیع بھائیوں بھتیجوں اور تمام رشتہ داروں اور بنی ہاشم الوصیۃ التامہ۔ تمام بنی ہاشم کے بارہ میں وصیت کرتا ہوں

نیز فرمایا اے یزید اپنی رعیت میں کوئی کام نہ کرنا جب تک امام حسین رضی اللہ عنہ سے مشورہ نہ کر لے اور تیرا کوئی حکم ان کے حکم پر اور تیرا لاکھ ان کے لاکھ سے بلند نہ ہونا چاہیے اور فرمایا :-

لَا تَأْكُلْ حَتَّىٰ يَأْكُلَ هُوَ وَالشَّرِبُ تَوْنُهُ كَهَائِهِ جَبَّ تَكْ وَهْ كَهَائِهِ لَيْسَ
يَا بَنِي حَتَّىٰ لِيَشْرَبَ هُوَ وَ اے میرے بیٹے نہ پینا جب تک
اَهِلْ بَيْتِهِ وَهْ پنی نہ لیس۔

وَلَا تَنْفِقْ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْ اور اپنے لشکر اور اپنے اہل و عیال
جَمِيعِ عَسَاكِرِكَ وَ اَهِلِّ بَيْتِكَ میں سے کسی پر خرچ نہ کرنا جب
حَتَّىٰ تَنْفِقَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ تَمَّ اُنْ پَرِ اور ان کے اہل و عیال
اَهِلِّ بَيْتِهِ وَلَا تَكْسُ أَحَدًا پَرِ خرچ نہ کرے اور نہ ہی کسی کو
حَتَّىٰ تَكْسُوهُ هُوَ وَ اَهِلِّ بَيْتِهِ لِبَاسٍ دینا جب تک اُن کو اور ان کے
جَمِيعًا سَبِ اَهِلِّ وَ عَمِيَالٍ كُو لِبَاسٍ نَدِ دِے لے۔

اور فرمایا بیٹا میں تجھے ان کے اہل و عیال اور تمام رشتہ داروں اور بنی ہاشم کے بارہ میں وصیت کرتا ہوں کہ :-

لَا تَنْخَلِفُ الْخِلَافَةَ يَا بَنِي لَيْسَتْ اَسِيْلِيْ كِهْ بِيْطَا خِلَافَتِ هِمَارِ اَحْقَ نِهِيْسَ
لَنَا وَ اَنْتُمْ اَهْلِيْ لَنَا وَ اَبِيْهِ وَ سِوَا اِسْ كِهْ كِهْ يِهْ اَحْقَ اِنْ كَا اور اُنْ
جَدَّةٍ مِنْ قَبْلِهِ وَ اَهِلِّ بَيْتِهِ كِهْ وَ اَلْدِ كِرَامِيْ اور نانا جان کا ہے پہلے
مِنْ جَدَّةٍ وَ لَا تَسْتَخْلِفَنَّ بَهِیْ اور ان كِهْ بَعْدَ اِنْ هِيْ كِهْ اَهِلِّ وَ عَمِيَالٍ كَا
يَا يَزِيْدُ الْاَمْرَةَ لِيَسِيْرَةَ حَتَّىٰ اور اے یزید کھوڑی مدت کے لیے
يَسْلُخُ اَلْحَسِيْنَ - تُو خَلِيْفَهْ هِيْ يِهَا لْ تَكْ كِهْ يِهْ اَحْقَ تُو

(نور العین فی مشہد الحسین ص ۷) حضرت امام حسین کو پیش کر دے۔

وجہ یہ تھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال شام میں ہوا تھا اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت مدینہ منورہ میں تھے۔
ذرائع مواصلات آج کی طرح نہ تھے کہ فضائی سفر کے ذریعے ایک گھنٹے میں انسان کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے اور آج کی طرح پیغام سانی کا نظام بھی نہ تھا کہ انسان لمحوں میں ایک براعظم سے دوسرے براعظم تک پیغام پہنچا سکتا تھا اس وقت کا سفر پیدیں یا اونٹ کھوڑے کی سوارت سے طے کیا جاتا تھا جس میں ہفتوں بلکہ مہینوں کی مہلت درکار ہوتی تھی۔
اس لیے حضرت امیر معاویہ نے اپنے وصال کے موقع پر تئوہر خلافت یزید کے سپرد کیے اور وصیت فرمائی کہ وقت آنے پر یہ حق حضرت امام عالی مقام کو پیش کر دینا زوال بعد جس پر یزید نے عمل نہ کیا۔
بلکہ خلاف ورزی کی۔

اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرماتے ہوئے مزید فرمایا کہ خلافت اصل حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا حق ہے وہ خود یا اپنے اہل و عیال میں سے جسے وہ مناسب سمجھیں خلافت عطا فرمادیں گے۔
نَحْنُ عِبِيدُ لَنَا وَلَا بِيَهُ وَجَدَهُ هِم تَوَانُ كَعِ اَوْرَانُ كَعِ وَالِدَاوْرُ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَنْفِقْ اِن كَعِ نَانَا جَانُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعِ غَلَامُ
يَا وِلْدِي نَفَقَةٌ اَلَا وِلْحَسَايِنُ نَيْسُ اَوْرُ بِيْطَا جُوْهِي تُوْ خَرْجُ كَرَعِ اِسْ
نَضْفَهَا وَا حْذِرْ يَا وِلْدِي كَا نَضْفِ اِمَامُ حُسَيْنٍ پَرِ خَرْجُ كَرْتَا اَوْرُ
مِنْ غَضْبِهِ عَلَيْكَ فَاِنَّهُ اِن اَعْمِيْرُ عِيْطُ اِن كِي نَارَا ضَنْكِي سَعِ
غَضْبُ عَلَيْكَ يَغْضَبُ عَلَيْكَ اُوْرَا كَرُوْ نَارَا ضِنْ هُوْ كَعِي تُو اَللّٰهُ اَوْرُ
اللّٰهُ وِرْسُوْلُهُ فَاِنْ حَبْرَةٌ اِسْ كَارْسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو جائیں گے تو بے شک ان
 هو الشفیع یوم القیامة فی کے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم شفیع ہیں
 الاولین والآخرین ولہ قیامت کے دن اگلوں اور کھیلوں کے
 الشفاعة العظمیٰ فی الونس اور ان ہی کیلئے ہے شفاعت کبریٰ ،
 والجن اجمعین۔ والیہ علیؑ انسانوں اور جنوں میں اور ان کے
 بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ والد گرامی حضرت علی بن ابی طالب ہیں
 (الی) وامہ فاطمة الزہراء کرم اللہ وجہہ اور ان کی ماں حضرت فاطمہ
 رضی اللہ عنہا ہی سیدۃ النساء الزہرا میں جو جنتی عورتوں کی سردار
 وحدها خدیجۃ الکبریٰ وہم ہیں اور ان کی نانی صاحبہ خدیجۃ الکبریٰ
 الذین اظہرو الدین وهدانا ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین
 اللہ بہمدالی الصراط المستقیم کی مدد کی اور ان کے صدقہ میں اللہ
 (نور العین فی مشہد الحسینؑ) تعالیٰ نے ہمیں واضح راستہ کی ہدایت
 الطبع مصر ص ۶ عطا فرمائی۔

اور پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بیٹا کہنے کی سب
 باتیں میں نے کہہ دیں اس کے باوجود پھر کہتا ہوں کہ کبھی امام عالی مقام یا
 ان کے کسی فرد یا اقربداروں، رشتہ داروں بلکہ بنی ہاشم کے کسی بھی فرد
 کو ناراض نہ کرنا ورنہ۔

اکون بریئاً منک فی الدنیاء میں بری الذمہ ہوں گا تجھ سے
 الاخریٰ وتحشر مع المجرمین دُنیا و آخرت میں اور تیرا حشر قیامت
 فی نار جہنم یوم القیامة کے دن جہنمی مجرموں کے ساتھ ہوگا
 فقال لہ یا ابت سمعاً وطاعة تو نے یہ سنا تو نے کہا اباجی میں نے سُن لیا

لك ولقولك فحبيح مائا مائا اور مان ليا جو كچھ بھي آپ نے مجھے فرما
به (نور العين ص ۶) ديا ہے۔

ان وصيتوں کے بعد حضرت امير معاويه رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمہ شہادت
پڑھا اور آپ کی روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ۔
حضرت معاويه رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد آپ کی تجہیز و تکفين اور تدفين
سے فارغ ہو کر یزید کئی روز تک آنے والوں کے ساتھ والد کی تعزیت میں
مصرف رہا۔

کئی روز گزر جانے کے بعد یزید امور مملکت کی طرف متوجہ ہوا۔
ولبس ثياب الفرح والسرور اور خوشی و مسرت کا فخرانہ لباس
وقعد علی الکرسی مملکتہ و پہنا اور تخت نشین ہوا اور شراب
ادارکاسات الخمر۔ کے پیالوں کا دور شروع ہوا۔
(نور العين فی مشہد الحسین ص ۶)

تخت نشینی کے بعد یزید نے شاہی خزانوں کے مٹے کھول دیئے۔ اور
رعیت میں اپنا حکم مضبوط کرنے کے لئے انعام و اکرام کا سلسلہ شروع کیا،
وزراء مملکت سے لے کر عام لوگوں کو ہدیئے اور تحفے دیئے کہ لوگ مجھ سے
مانوس ہو جائیں چنانچہ شام و روم کے لوگ اس کی عطا سے بہرہ ور ہوئے۔
استاذ ابی اسحاق السفراسی فرماتے ہیں :-

واعطی جمیع عساکرہ وجندہ الآ اور اس نے اپنے تمام لشکروں اور
الحسین و اهل بیتہ فانہ لہم فوجوں کو نوازا مگر حضرت حسین
لِعطہم شیئاً ولم یخرج لہم اور ان کے اہل خانہ کو کچھ بھی نہ دیا
من بیت المال شیئاً من اموالہ اور نہ ہی بیت المال سے کوئی چیز

مات والدہ معاویہ و تکریم
 علی الحسین و قسا قلبہ علیہ
 ولہ ینظر الیہ وضاعت
 وصیة والدہ علیہ و صار
 لا یذکر الحسین ولا احد امن
 اہل بیتہ و لا قرابتہ علی
 لسانہ و لا فی مجلسہ -
 (نور العین فی مشہد الحسین ص ۱)

دی جب سے اس کے والد معاویہ کا
 انتقال ہوا اور حضرت امام حسین سے
 سرکشی کی اور ان کے بارے میں اس کا دل
 سخت ہوا اور وہ ایک نگاہ امام حسین کو
 دیکھنا پسند نہ کرتا تھا اور جو وصیت اس کا
 والد اُسے کر گیا تھا اس کو نظر انداز کر دیا۔
 کہ وہ تو امام حسین اور ان کے اہل خانہ کا اپنی
 زبان سے ذکر کرنا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔
 بلکہ اپنی مجلس میں کسی سے ان کا ذکر سننا
 بھی برداشت نہ کرتا تھا۔

مدنید کا تعارف

یہ بد باطن سیاہ دل ننگ خاندان شاہدہ میں امیر معاویہ کے
 گھر میسون بنت جندل کلبیہ کے پیٹ سے پیدا ہوا، نہایت موٹا
 بدنما کثیر الشعر، بد خلق، تند خو، فاسق فاجر شرابی، بدکار ظالم،
 بے ادب گستاخ تھا۔ اس کی شرارتیں اور یہودگیاں ایسی
 ہیں جن سے بد معاشوں کو بھی شرم آتے۔ محرمات کے ساتھ نکاح
 اور سود وغیرہ منہیات کو اس بے دین نے اعلانیہ رواج دیا۔
 مدینہ طیبہ و مکہ مکرمہ کی بے حرمتی کرائی ایسے شخص کی حکومت گرگ
 کی چوبانی سے زیادہ خطرناک تھی۔ ارباب فرابت و اصحاب امرار
 اُس وقت سے ڈرتے تھے جبکہ عنان سلطنت اس شقی کے ہاتھ میں
 آئی۔ ۵۹ھ میں حضرت ابو ہریرہ نے دعا کی اللہم انی اعوذ

بِكَ مِنْ رَأْسِ السَّيِّئِينَ وَأَمَارَةَ الصَّيِّئَاتِ - يارب میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں سترہ کے آغاز اور لڑکوں کی حکومت سے "اس دُعَا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ جو حاملِ اسرار تھے انہیں معلوم تھا کہ سترہ کا آغاز لڑکوں کی حکومت اور فتنوں کا وقت ہے ان کی یہ دُعَا قبول ہوئی اور انہوں نے ۵۹ھ میں بمقامِ مدینہ طیبہ رحلت فرمائی۔" (سوانح کر بلا ص ۴۹)

آسمان سے پھتر برسے کا خطرہ

واقعی نے عبداللہ بن حنظلہ الغیل سے روایت کی ہے کہ :-
 "واللہ ہم نے یزید پر جب تک خروج نہیں کیا جب تک ہمیں یہ یقین نہیں ہوا کہ آسمان سے اب پھتر برس جائیں گے۔ سخت تعجب ہے کہ لوگ ماؤں اور بیٹوں اور بہنوں سے نکاح کریں اور کھلم کھلا شراب پیئیں اور نماز چھوڑ دیں۔"

(تاریخ الخلفاء امام سیوطی ص ۲۱۲)

رَبِّهِ ملاحظہ ہو :-

دیوبندی مکتب فکر کے حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی مصنفہ کتاب شہیدِ کربلا اور یزید کے چند اقتباسات اس کتاب کے متعلق قاری طیب صاحب کے صاحبزادہ محمد سالم قاسمی اس کتاب کے تعارف ص ۲ پر فرماتے ہیں :-

"بزرگانِ دارالعلوم دیوبند بصیرت و تحقیق کی روشنی میں حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے موقف کو برحق اور یزیدیوں کے موقف کو نفسانیت پر مبنی سمجھتے ہیں۔"

اس مکتب فکر کے جو لوگ یزید عنید کی حمایت اور امام عالی مقام کی مخالفت میں ہیں ان کو اپنے نظریہ پر نظر ثانی کرنی چاہیے چنانچہ :-

یزید اور اس کا کردار کے عنوان سے قاری طیب صاحب لکھتے

ہیں :-

یزید کا ذاتی فسق و فجور بھی کچھ کم نہ تھا۔ دیانات میں اس کا قصور اور فتور حافظ ابن کثیر فقیہ الہرہسی وغیرہ نے نہایت صفائی اور وضاحت سے نقل کیا ہے جو کسی موقعہ پر آئے گا لیکن جس فسق نے اُسے مبعوضِ خلافت بنایا وہ اس کا اجتماعی زنگ کا فسق تھا جس نے اُمت میں فتور پیدا کر دیا۔ ذاتی فسق سے تو محض ذات تباہ ہو جاتی ہے لیکن اجتماعی فسق سے اُمت اور اجتماعیت تباہ ہو کر رہ جاتی ہے اس لئے علماء اور فقہاء نے زیادہ تر یزید کے اسی فسق کا ذکر کیا ہے اور اسی پر احکام مرتب کیے ہیں پھر اس میں بھی قبیح ترین فسق جس نے اُمت میں اسی کی طرف سے ذہنی اشتعال پیدا کر دیا وہ قتلِ حسین ہے جو اس کی امارت کا شاہکار ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں :-

وقد تقدم انه قتل الحسين اور یہ گزر چکا ہے کہ (یزید) نے اصحابہ علی یدی عبید اللہ حسین اور ان کے ساتھیوں کو عبید اللہ ابن زیاد - بن زیاد کے ہاتھوں قتل کیا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۲) (محوالہ شہید کر بلا اور یزید ص ۱۲۶) اور اسی کتاب کے ص ۱۳۹ پر لکھا ہے کہ فسق تو فسق لجنہ الممہ کے یہاں تو یزید کی تکفیر تک کا مسئلہ بھی زیر بحث آ گیا۔

اور ص ۱۲ پر لکھا کہ یزید کا یہی وہ ذاتی اجتماعی اور مسلمہ کل منفق ہے جس سے اس کے مستحق لعنت ہونے کا مسئلہ ائمہ کے زیر بحث آیا اور علمائے اس پر فقہی حیثیت سے کافی مبسوط اور مفصل کلام کیا ہے۔

(شہید کربلا اور یزید)

اور البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۲۳ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ :-

وكان فيه ايضا اقبال اور اس میں یہ عادتیں بھی تھیں کہ شہوت
على الشهوات وترك بعض رانی پر جھکا ہوا تھا۔ بعض اوقات کی
الصلوات في بعض الاوقات نمازیں بھی نہ پڑھتا تھا اور وقت گزار کر
واما تتها في غالب الاوقات پڑھتا تو اکثر تھا۔

(شہید کربلا اور یزید ص ۱۴۹)

اور اس عبارت کے ساتھ حافظ ابن کثیر نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
کی یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا ہے کہ شہدہ کے بعد ایسے خلف ہوں گے جو نمازوں کو
ضائع کریں گے اور شہوتوں کی پیروی کریں گے تو انجام کار عی (جہنم کی ایک وادی)
میں جا کریں گے۔ اشارہ یزید پارٹی کی طرف ہے جو شہدہ سے ابھری۔

(شہید کربلا اور یزید ص ۱۴۹ - قاری طیب)

یزید کا مستحق علیہ فاسق ہونا

جس کو قاری طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند اپنی اسی کتاب "شہید کربلا"
کے صفحہ ۱۵۲، ۱۵۳ پر یوں بیان کرتے ہیں کہ :-

"بہر حال یزید کے منفق و فاجر یہ جب کہ صحابہ کرام سب ہی مستحق ہیں۔"

خواہ وہ مبالغین ہوں یا مخالفین پھر ائمہ مجتہدین بھی مستحق ہیں اور ان کے بعد علماء راسخین محدثین فقہار مثل علامہ قسطلانی، علامہ بدرالدین عینی، علامہ بیہقی، علامہ ابن جوزی، علامہ سعد الدین تفتازانی، محقق ابن ہمام حافظ ابن کثیر، علامہ الکلبی الہراسی جیسے محققین یزید کے فسق پر علماء سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اسی کے قائل ہیں پھر بعض ان میں سے اس فسق کے قدر مشترک کو موثر المعنی بھی کہہ رہے ہیں جس سے اس کا قطعی ہونا بھی واضح ہے پھر اوپر سے ائمہ اجتہاد میں سے امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل کا یہی مسلک الہراسی نقل کر رہے ہیں اور خود شافعی ہیں اور فتویٰ دے رہے ہیں تو ان کی نقل ہی سے یہ مسلک امام شافعی اور فقہ شافعی کا ثابت ہوتا ہے تو اس سے زیادہ یزید کے فسق کے مستحق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے۔ (شہید کربلا ص ۱۵۳)

قاری طیب دیوبندی کی اس تحقیق کے بعد :-

آج اگر کوئی شخص دیوبندی ہوتے ہوئے یزید کے حق پر ہونے کے ترانے گائے گا اور امام عالی مقام کو باطنی قرار دے تو فیصلہ خود کرنا ہوگا کہ قاری طیب صاحب کی تحقیق اور آپ کی تحقیق میں کیا فرق ہے۔

حقائق و بصائر کی روشنی میں یہ کیسے ممکن تھا کہ امام عالی مقام مذکورہ بالا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی فاضل اور عظیم ہستی جن کی تربیت آنغوش نبوت میں ہوئی ہو۔ شریعت مطہرہ کی حدود کو پا کمال کرنے والے فاسق و فاجر ظالم انسان (یزید) کی بیعت کر کے اپنا مقتدا تسلیم کرتے جس سے ہمیشہ کے لیے دین مبین کی ساکھ کو ایسا نقصان پہنچتا جس سے الیوم القیامۃ فسق و فجور کی حمایت کے دروازے کھل جاتے اور احکام شریعت کا مذاق اڑایا جانے

گناہ

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین

سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لاکڑاں است حسین

(سراج الاولیاء معین الدین چشتی اجمیری)

یہی وہ حقائق ہیں جن کے پیش نظر دین سیتن کی گرتی ہوئی ساکھ کو امام عالی
مقام نے اپنا خون دے کر سہارا دیا اور باطل قوت کے مقابلے میں ڈٹ جانے
کا درس دیا۔

یزیدی ذہنوں کا مغالطہ

یہ بھی ہے کہ یزید نہیں چاہتا تھا کہ امام حسین کو شہید کیا جائے یہ
زیادتی ابن زیاد کی ہے جس سے یزید ناخوش ہوا۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ابن زیاد نے یہ تمام مظالم یزید پلید کی رضا و
خوشنودی کے لیے اس کے زیر حکم کیے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ جب سید الشہداء
حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر شہداء کرب و بلا کے سر ابن زیاد
اور یزید کے سامنے لائے گئے تو ہر ایک نے فاخرانہ انداز میں اظہارِ مسرت
کیا۔

تو اس سانحہ جانکاہ پر اظہارِ مسرت کرنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے برضا و رغبت شہید کرنے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

این زیاد اور یزید کا امام پاک کے سر مبارک کو سامنے پا کر
گستاخانہ انداز میں اظہارِ مسرت کرنا۔

عن انس بن مالك رضي الله
عنه اوتى عبيد الله بن زياد
برأس الحسين عليه السلام
فجعل فني طست فجعل
ينكت وقال فحسبه شيئا
فقال انس قال اشبههم
برسول الله صلى الله عليه
وسلم وكان محضو بابا الوصية
(بخاری جلد اول صفحہ ۵ جز ۱۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسین علیہ السلام
کا سر مبارک طشت میں رکھ کر عبید اللہ
بن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ
ٹھونگے مارنے لگا اور آپ کے حسن و
جمال پر نکتہ چینی کی حضرت انس نے
فرمایا کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور امام
عالی مقام نے وسمہ کا خضاب کیا ہوا تھا۔

بخاری شریف کی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امام عالمی مقام
کے قتل میں یزید کی رضا اور منشا کا دخل تھا اگر دخل نہ ہوتا تو ابن زیاد
اہم حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل نہ کرتا اور پھر قتل ہو جانے کے بعد آپ کے
سر مبارک کی توہین نہ کرتا اور ناحق قتل اور توہین پر یزید عنید نے ابن زیاد
کو کوئی سزا بھی نہیں دی کیا وجہ تھی یہی ناکہ یزید اس فعل پر راضی تھا۔
اب سنیئے مولانا قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی زبان اور
قلم سے۔ وہ اپنی کتاب "شہیدِ کربلا" کے صفحہ ۱۲۶ پر لکھتے ہیں۔

والحق ان رضا یزید بقتل
الحسین واستبشاراً بذلك و
اور حق بات یہ ہے کہ یزید کا قتل حسین
سے راضی ہونا اور امانتِ اہل بیت نبی

اھانت اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما توأتم معنا وان کان تفاسیلھا احاداً۔
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں میں سے ہے جو
 معنوی طور پر تو اتر کے ساتھ ثابت شدہ
 ہیں اگرچہ ان کی تفصیلات اخبار احاد
 (قطلانی ص ۱۲۲، ص ۲۵۱ ج ۵) ہیں۔

اور قاری طیب صاحب اسی اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲۷ پر فرماتے ہیں :-
 حافظ ابن کثیر نے ذخیرۃ احادیث سے بھی ایسی روایتیں نقل کی ہیں جن سے
 یزید کی رضا قتل حسین سے ثابت ہوتی ہے اس سلسلہ میں ایک مفصل روایت
 تو ابی مخنف کی ہے جس کی روایتوں کو سبانی روایت کہہ کر عموماً ناہمی لوگ رد
 کر دیتے ہیں۔ لیکن اس مضمون کو قدرے اجمال کے ساتھ محدث ابن ابی الدینا
 نے محدثانہ طریق سے روایت فرمایا ہے جس کا متن یہ ہے :-

عن جعفر قال لما وضع
 طس الحسین بن یدی
 یزید وعنده ابو سیرازہ
 وجعل ینکیت بالقضیب
 فقال له ارفع قضیبک
 فلقد رأیت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم یلمثہ
 حضرت جعفر سے روایت کیا ہے
 کہ جب حضرت حسین کا سر یزید کے
 سامنے رکھا گیا اور اس کے پاس
 ابو برزہ (اسلمی صحابی) بھی تھے اور
 یزید نے چھڑی سے حضرت حسین
 کے منہ پر اچو کے مارنے شروع کیے
 تو ابو برزہ نے فرمایا کہ اپنی چھڑی ہٹا
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
 جگہ کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔
 (البدایہ ص ۱۹۸ جلد ۸)

کیا حضرت حسین کے چہرے کو چوکا لگانا قتل حسین سے ناخوشی اور ناپسندیدگی
 کی دلیل ہوگی؟

اور آیا یہ گستاخانہ نازیبا اور تحقیر آمیز رویہ وہ شخص اختیار کر سکتا ہے جو اس قتل سے ناخوش ہو یا وہ کرے گا جو دل میں انتہائی خوشی کے جذبات لیے ہوئے ہو۔ بلاشبہ یزید کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک سے یہ تحقیر آمیز رویہ جو ایک دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے کسی طرح بھی اس قتل سے یزید کی ناخوشی کا ثبوت نہیں بن سکتا بلکہ رضا کی کھلی علامت ہے فاعتبروا یا اولوالابصار۔ (شہید کربلا قاری طیب ص ۱۲۷، ۱۲۸)

اب تو قاری صاحب کے ہم مسلک یزید پلید کے مدح خوانوں کی تسلی ہو جانی چاہیے اور تسلیم کر لینا چاہیے کہ ۵

قتل حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اور ۵

اب تک چمک رہا ہے حسین و علی کا نام
اور خاک اڑ رہی ہے یزید و زیاد کی

امام جلال الدین سیوطی کی شہادت

فرماتے ہیں جب حضرت امام حسین علیہ السلام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مع اپنے ساتھیوں کے شہید ہو گئے تو ابن زیاد نے ان کے سروں کو یزید کے پاس بھیج دیا اور ان کے قتل سے بہت خوش ہوا مگر جب مسلمان اس سے ناراض ہوئے اور لوگوں نے اس کے اس فعل کو برا سمجھا تو اس کو سخت ندامت ہوئی اور حق یہ ہے کہ مسلمان بجا ناراض ہیں۔
(تاریخ الخلفاء اردو ط ۲۱۱-۲۱۲)

حدیث قرطبی کی شہادت

جب امام عالی مقام کا سر زینید کے پاس لایا گیا -
 شد و صنع الرأس المکرر پھر زینید کے سامنے امام حسین کا
 بین یعی زینید فامر ان سر رکھا گیا سونے کے طشت میں تو زینید
 يجعل فی طشت من ذهب دیکھتا اس کی طرف اور مارتا پھر بڑا
 وجعل بینظر الیہ ثم کلام کیا اور حکم دیا کہ یہ سر شام
 تکلم بکلام قبیح و امر پہنچا دیا جائے۔ (شام میں سولی
 بالرأس ان تصلب بالشام پر لٹکایا جائے۔
 کتاب التذکرہ فی احوال الموتی ص ۵۶۴ بحوالہ تحقیق مزید فی حقیقت زینید ص ۱۲)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی شہادت

فرمایا جب امام حسین رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو عمرو بن سعد نے آپ کا سر مبارک
 اور آپ کے دوسرے ساتھیوں کے سر ابن زیاد کے پاس بھیجے۔ ابن زیاد سارے
 سر ایک جگہ جمع کر کے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے والے دانٹوں پر چھڑی
 سے مارتا رہا جب اسے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے دیکھا وہ چھڑی دانٹوں
 سے اٹھا نہیں رہا ہے تو کہا ابن زیاد اس منہ سے چھڑی اٹھا لو خداوند قدوس
 کی قسم میں نے ان ہونٹوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ بوسہ دیتے
 دیکھے ہیں پھر وہ رو پڑے۔ (اسد الغابہ و نور الابصار دو جلد ۱ ص ۴۶۵)

ابو بردہ سلمیٰ کی شہادت

لوگ جب امام حسین کا سر مبارک لے کر زینید کے پاس آئے اور اس

کے سامنے رکھ دیا جب کہ اس کے ہاتھ میں چھڑی تھی یزید نے امام حسین کے دانت پر چھڑی رکھی (اور فخرانہ انداز میں حسین کے شعر پڑھے)
ابو بردہ سلمیٰ وہاں موجود تھے انہوں نے کہا تم چھڑی کے ساتھ ان کے دانت کو مارتے ہو سن لو یہ وہ دانت ہیں جن کو چومنے ہوئے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔

(نور الابصار اردو مؤلفہ شیخ مومن بن حسن مومن شبلنجی جلد ۱ ص ۲۶۷)

ان سے دلائل و حقائق کے ہوتے ہوئے بھی کوئی حق طلب دانش مند یزید علیہ کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہونے والے جور و جفا ظلم و ستم سے بری قرار دے گا ہرگز نہیں اسی لئے ناکہ یزید امام حسین کو بیعت نہ کرنے کی صورت میں قتل کرنا چاہتا تھا جیسا کہ تاریخ طبری جلد ۴ ص ۲۸۶ میں ہے کہ

”جب یزید کے دربار میں ان لوگوں (اہل بیت کا) داخلہ ہوا اور سب لوگ بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ علی بن حسین سے یزید کہنے لگا تمہارے باپ (حسین) نے مجھ سے قرابت کو قطع کیا اور میرے حق کو نہ جلا اور میری سلطنت کو مجھ سے چھینا چلا دیکھو خدا نے ان سے کیا سلوک کیا۔ یعنی یہ کہ ہم نے انہیں قتل کر دیا ہے صاف واضح ہو رہا ہے کہ امام حسین کے قتل میں یزید کا جابرانہ ہاتھ تھا جس کے ایما پر امام عالی مقام کو قتل کیا گیا۔“

(بے جہاں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور افراد خانہ نبوت کے قتل سے یزید ثنیید کی اطراف عالم میں رسوائی اور ذلت ہونے لگی تب یزید نے یقین کیا کہ لوگوں کی اکثریت میرے عمل بد سے میری مخالفت کر رہی ہے تو پھر اس نے اظہارِ ندامت کیا اور اہل بیت سے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کیا تا آنکہ یہ کہنا کہ یزید قتل حسین سے بری ہے بالکل غلط ہے۔

غیر مقلدین اہل حدیث کے مایہ ناز علامہ مولوی وحید الزمان صاحب کے تاثرات

وخرج امامنا الحسين ابن
 علی علی یزید لعنه اللہ
 دلانہ ما دخل فی بیعتہ
 وکذا اکثر اهل المدينة
 والذین دخلوا فی بیعتہ
 هم ایما نکتوا بیعتہ
 لماراوا من فسقا و فحورا
 و الحادۃ کتحلیل الخمر و الزنا
 و غیر ذالک فهو علیہ السلام
 بذل نفسه لاعلام کلمۃ اللہ
 واقامتہ الشرع المتین
 و صار سید الشہداء و الصیدیقین
 و من انکر شہادۃ الحسین
 و ظنہ باعیا فقد اخطا
 خطا فاحشا -

اللہ تعالیٰ کا نینہ ید پر لعنت ہو ہمارے امام
 حسین بن علی علیہما السلام اس کے خلاف
 نکلے اور آپ اس کی بیعت میں داخل نہ
 تھے اور ایسے ہی بہت سے مدینے والے اور
 وہ جنہوں نے اس کی بیعت کی تھی جب
 انہوں نے اس کے فسق و فجور اور الحاد کو
 دیکھا جیسا کہ شراب و زنا وغیرہ کو حلال
 کرنا تو اس کی بیعت توڑ دی امام
 حسین علیہ السلام نے اعلا کلمۃ اللہ
 اور اقامت شرع متین کے لیے اپنی
 جان کو نثار کر دیا اور آپ سید الشہداء
 اور صدیق ہیں اور جس نے حضرت
 حسین کی شہادت کا انکار کیا اور
 آپ کو باعنی کہتا ہے تو اس نے
 خطائے فاحشہ کی -

(ہدیۃ المہدی ص ۹۸)

علامہ وحید الزمان صاحب نے لعنۃ اللہ پر جو حاشیہ دیا ہے اس کا
 اردو ترجمہ اس طرح ہے کہ ہم یزید پر لعنت کرتے ہیں اس لیے کہ ہمارے امام

احمد بن حنبل نے اس پر لعنت کی ہے اور اسی طرح ابن جوزی نے ہمارے پہلے ساتھیوں سے لعنت کا جواز پیش کیا ہے اور وہ جو امام غزالی نے منع کیا ہے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر توجہ نہیں دی ہے کہ
**الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا
 وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا** (ترجمہ) جو لوگ اللہ اور
 اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت دنیا اور آخرت
 میں اور ان کے لیے امانت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(اور اس سے بڑھ کر کیا اذیت ہو سکتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی آل اور اقربا کو اور اہل مدینہ کو قتل کیا اور ان کی بے حرمتی کی اور اس
 بات کا یزید نے حکم دے رکھا تھا اور اس پر یزید کا خوش ہونا تو اتر
 سے ثابت ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

اور یزید سے روایت ہے اللہ اس پر لعنت کرے جو کہا کہ لیت اشیاء
 بیدر شہدوا کاش کہ بدر کے میرے بزرگ آج موجود ہوتے۔
 حالانکہ یہ بنو خزرج نے مسلمان ہونے کی صورت میں کہا تھا قد قتلنا القوم
 من ساداتنا وعدلنا لا ببدر فاعتدل بے شک ہم نے ان
 (کفار) کے سرداروں کو قتل کیا اور ہم نے ان کے ساتھ بدر میں انصاف کیا
 تو یہ عدل ہے۔

اگر یہ روایت درست ہے تو یزید کا بدر میں قتل ہونے والے اپنے
 بڑوں کا حوالہ دینا ہی اس کے کفر والحاد کے لیے کافی ہے۔

(ہدیت المہدی حاشیہ ص ۹۸)

علامہ وحید الزماں صاحب کی ہر دو مذکورہ بالا عبارتوں سے یزید کا امام حسین

رضی اللہ عنہ اور آپ کے عزیز و اقارب کو قتل کرنے کا حکم اور قتل کروا دینے کے بعد خوش ہونا ثابت ہے۔

نیز یہ کہ یزید پر لعنت کرنا جائز لکھ رہے ہیں بلکہ اس کا کافر ہونا تاک لکھ دیا۔ اندر میں حالات یہ کیسے ممکن تھا کہ حضرت ام حسین رضی اللہ عنہ جیسی جلیل القدر ہستی اتنے بڑے جابر اور نظام کی بیعت کرتے جبکہ یہ سب کچھ خاندانی عظمت اور عزت کے تقاضے کے خلاف تھا پھر اس کے باوجود بھی کوئی امام عالی مقام کو معاذ اللہ باغی کہے تو صراطِ مستقیم سے بھٹکنے کی وجہ سے گویا خطائے فاحش کا ارتکاب کر رہا ہے۔

اور تعجب ہے کہ ان حقائق کے ہوتے ہوئے پھر سوائے زمانہ یزید کو کوئی امیر المؤمنین کہے جبکہ اس کے ذاتی جرائم واضح ہو جانے پر اکثر و بیشتر صحابہ کرام نے اس کی بیعت بھی توڑ دی تھی۔

یزید کو امیر المؤمنین کہنے پر بیس کوڑوں کی سزا

نوفل بن ابوالفرات کہتے ہیں کہ میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک روز بیٹھا ہوا تھا۔ کچھ یزید کا ذکر آگیا اور ایک شخص نے یزید کا امیر المؤمنین یزید بن معاویہ کہہ کر نام لیا۔ عمر بن عبدالعزیز (خلیفۃ المسلمین) نے فرمایا تو اسے امیر المؤمنین کہتا ہے، یہ کہہ کر آپ نے حکم دیا کہ اس جرم میں اس کے بیس کوڑے لگائے جائیں۔ (تاریخ الخلفاء راجد و امام سیوطی ص ۲۱۲)

معلوم ہوا کہ اسلامی حکومت ہو تو یزید کو امیر المؤمنین کہنے والوں کو ڈر سے لگانے چاہئیں۔

یزید امام حسین کے ہوتے ہوئے امیر کیسے ہو سکتا ہے

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اِنَّ الَّذِيْنَ كُوذِبُوْنَ بِاللّٰهِ
 وَرَسُوْلِهِ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ
 فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ
 اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِمًّا
 (سورۃ احزاب ۲۲)

ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ
 اور اس کے رسول کو، ان پر اللہ کی لعنت
 ہے دنیا اور آخرت میں ان کے لئے
 ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

تمام مکاتیب فکر کے نزدیک معتبر شخصیت برصغیر ہند و پاک میں مسلمہ
 محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت سے استنباط
 فرماتے ہوئے اپنی مشہور کتاب تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں۔

یزید امام حسین کے ہوتے ہوئے امیر کیسے ہو سکتا ہے اس وقت
 کے صحابہ کرام اس کی اطاعت سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے مدینہ منورہ
 کے چند (معتبر) لوگ اس کے پاس شام میں جبر واکراہ سے بھیجے گئے
 تھے وہ واپس مدینہ آئے تو عارضی بیعت کو منسوخ کر دیا اور کہا یزید
 خدا کا دشمن ہے وہ شرابی ہے، زانی ہے، تارک الصلوٰۃ ہے اور محارم
 کو بھی حلال جانتا ہے، بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ یزید نے قتل حسین
 کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی وہ اس پر راضی تھا، ہمارے نزدیک یہ
 خیال غلط ہے کیونکہ یزید کی اہل بیت سے عداوت ان کی امانت و ذلت
 کے اتنے واقعات اس سے سرزد ہوئے ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا
 بعض لوگ اس کی لعنت کے بارے میں توقع کرتے ہیں تو کیا یہ آریہ کریمہ

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ
 فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا
 کے مطابق وہ مستحق لعنت و عذابِ نار نہیں ہے۔

اہم احمد بن حنبل اور ابن جوزی نے یہ حدیث کی لعنت کے قائل ہیں۔
 (تکمیل الایمان ص ۱۷۸ بحوالہ کردارینہ ص ۳)

حضرت شیخ محقق فرماتے ہیں

۱۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ جب ۶۲ھ شروع ہوا تو زینید پلید بن معاویہ
 نے عثمان بن محمد ابی سفیان کو جو اس کا چچا زاد بھائی تھا مدینہ منورہ روانہ کیا
 تاکہ باشندگان مدینہ کو زینید کی بیعت پر دعوت دیں عثمان بن محمد نے اہل مدینہ
 سے ایک جماعت کو زینید کی جانب روانہ کیا اس کے بعد جب یہ جماعت زینید کے
 پاس سے مدینہ طیبہ واپس آئی تو اس نے زینید پلید کو دشنام طرازی (گالی)
 پر زبان کھولی اور اس کی بے دینی شراب نوشی ممنوعات کے ارتکاب اور کتوں
 سے کھیلنے کا ذکر کیا اور ساتھ ہی اس کی دوسری بڑی باتیں بھی لوگوں سے بیان کیں
 اس کی بیعت سے علیحدگی بھی اختیار کر لی اور بقیہ اہل مدینہ کو اس کے
 بعد بیعت و اطاعت سے روکا۔ منذر ایک شخص سے بھگتے جن کا تعلق اسی
 جماعت سے تھا انہوں نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ مجھ کو زینید نے ایک لاکھ
 درہم دیئے ہیں اور میرے ساتھ احسان بھی کئے ہیں لیکن میں سچائی کو ہاتھ
 سے نہ جانے دوں گا۔ زینید شراب نوش اور تارکِ صوم و صلوٰۃ ہے۔

عبداللہ بن حنظلہ کہتے تھے کہ میں اس وقت تک زینید کی بیعت سے باہر
 نہ ہوں گا اور اس پر خروج نہ کروں گا جب تک کہ ہم کو آسمان سے پتھر

برسنے کا خوف نہ ہو۔ (جذب القلوب ص ۳)

اہل مدینہ صحابہ کرام نے یزید کی بیعت توڑ دی

۲۔ ابن جوزی ابوالحسن بدایہنی سے جو ثقہ راوی ہیں نقل کرتے ہیں کہ اہل مدینہ یزید کی علامات فسق و فساد کے ظاہر ہو جانے کے بعد منبر پر چڑھ کر اس کی بیعت کے منکر ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی نے اپنا عامہ سر سے اتار کر کہا کہ اگرچہ یزید نے مجھ کو (ایک لاکھ درہم) صلہ اور العام دیا ہے۔ نیز میری جائداد میں بھی اضافہ کر دیا ہے لیکن جو خدا کا دشمن اور دائم الخمر ہے میں نے اس کی بیعت کو اس طرح اپنے سے علیحدہ کر دیا جس طرح اپنی دستار کو۔ دوسرا آدمی اٹھا پاؤں سے اپنی جوتیاں اتار کر اسی طرح یزید کی بیعت توڑ دی۔ یہاں تک کہ عاموں اور جوتوں سے مجلس بھگر گئی (یعنی ڈھیر لگ گیا)۔ (جذب القلوب شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اردو ص ۳)

قابل غور ہے کہ پھر ایسے بے باک اور بے حیا شخص کی بیعت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے کر سکتے تھے۔

مدینہ طیبہ کی قدر و منزلت

(سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی روشنی میں) حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے کہ لوگوں کو اس شہر بزرگ کے باشندوں کی تعظیم کرنا چاہیے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینة
مدینہ میری ہجرت کا مقام ہے۔

مہاجرہا و فیہا مہجری
 و فیہا مبعثی
 حقیق علی امتی جبرانی

اور اس میں میری خواب گاہ (مزار) ہے اور یہیں سے (قیامت کو) اٹھوں گا۔ میری اُمت پر لازم ہے کہ میرے ہم سایہ کی حفاظت اور حرمت کریں۔ اور اسی مقام پر ستر ہزار رحمت کے فرشتے ہیں جن سے میری قبر ڈھکی رہتی ہے۔ (جذب القلوب اردو ص ۳)

اور سرکار نے فرمایا :-
 من حفظہم کنت لہ
 شہیداً و شفیعاً
 یوم القیامۃ و من لم
 یحفظہم سقی من طینۃ
 الجبال۔

جو شخص ان کی حرمت کی حفاظت کرے گا میں قیامت کے دن اس کا شفیع ہوگا اور جو شخص مدینہ کی حرمت کو نگاہ میں نہ رکھے گا اس کو طینت جبال پلایا جائے گا۔

یہ ایک جوض ہے دوزخ میں، جس میں دوزخیوں کا خون اور پیپ جمع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھیں۔ اور صحیح مسلم میں آیا ہے :-

لا یرید احد اهل المدینۃ
 بسوء الا اذا به اللہ فی
 النار کما ذوب الرصاص او
 ذوب الملمح فی الماء۔

جو شخص کہ اہل مدینہ سے بدی کا ارادہ کرے گا وہ شہنشاہ جبار کے عذاب میں گرفتار ہوگا اور آگ میں مانند رنگ کے اور پانی میں مانند نمک کے پگھل جائے گا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں جلوہ افروز تھے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھا کر فرمایا۔

اللّٰهُمَّ مِنْ ارَادَنِي وَاَهْلَ بَلَدِي بِسُوءٍ
فَجْعَلْ هَلَاكَهُ -

اے اللہ! جو شخص میرے اور میرے اہل شہر کے ساتھ بُرائی کا خیال کرے اس کو جلد ہلاک کر۔

(جذب القلوب ص ۳۱)

کون نسائی کی روایت میں ہے۔ من اخاف اهل المدينة
ظالمًا اخاف الله و كانت عليه لعنة الله والملائكة
والناس اجمعين ۔ جو شخص اہل مدینہ کو ظلمًا ڈرائے
اُس کو اللہ ڈراتا ہے اور اُس پر اللہ اور فرشتوں اور سب
لوگوں کی لعنت ہے۔

جبکہ دوسری حدیث میں ہے کہ اس کا کوئی عمل فرض یا نفل مقبول
نہیں ہوتا۔ اسی طرح بہت سی حدیثیں ہیں۔ (جذب القلوب ص ۳۲)

تمام بُرائیوں میں سب سے بڑی بُرائی وہ ہے جو یزید پلید بن معاویہ
رضی اللہ عنہ کے زمانہ قتل امام حسین بن علی علی سلام اللہ علیہما کے بعد واقع
ہوئی ہے۔ یہ واقعہ حرہ کا ہے یہ مدینہ پاک کے اطراف میں ایک میل کے فاصلے
پر ایک مقام ہے جو کچھ کہ قتل و خونریزی بے حرمتی اور فساد اس شہر پاک
کی حرہ میں واقع ہوئی ہے اس کا ذکر ہی پاکیزہ قلوب کی کدورت اور
رنجش کا باعث ہے لیکن چونکہ اس کا واقع ہونا مخبر صادق کے قول کے مصداق

ہے آپ نے اس زمانہ سے پیشتر ہی خبر دے دی تھی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک دن آئے گا جس میں اہل مدینہ کو مدینہ سے باہر کریں گے لوگوں نے دریافت کیا کہ وہ کون شخص ہوگا جو ان کو باہر کرے گا ابو ہریرہ نے کہا ایک مرد بُرا۔
بخاری و مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے ایک قبیلہ سے ہوگی عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت ہمارے لیے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ مخلوق سے گوشہ نشینی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مدینہ میں لڑائی واقع ہوگی اور وہ دین کو ایسا صاف کر دیگی جس طرح سر کے بالوں کو مونڈ لیتے ہیں اس دن مدینہ سے باہر نکل جاؤ اگرچہ ایک منزل کی مقدار ہو اور پھر دوسری جگہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسے اللہ مجھ کو ستائے بحری کے حوادث اور لڑکوں کی حکومت سے محفوظ رکھ اور اس وقت کے آنے سے پہلے مجھے دنیا سے اٹھا لینا یہ اشارہ زہرہ کے زمانے کی طرف ہے نیز یہ سنہ ہجری میں تحت نشین ہوا اور واقعہ حرہ (۶۳ھ) بھی اسی کے زمانے میں وقوع پذیر ہوا۔

واقعی کتاب حرہ میں ایوب بن بشر سے روایت کرتے ہیں کہ
حضرت سیدالابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں باہر تشریف لے گئے جب حرہ زہرہ میں پہنچے تو کھڑے ہو گئے اور آیت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھی صحابہ نے سمجھا شاید حضور کو معلوم ہو گیا کہ اس سفر کا انجام مدعا کے موافق نہ ہوگا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کہ

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے کیا دیکھا جو استرجاع فرمایا آپ نے
جواب دیا کہ کوئی ایسا امر جس کا تمہارے اس سفر سے تعلق ہو نہیں ہے
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ: پھر کیا چیز ہے ہم بھی جان لیں۔ فرمایا
کہ اس حرہ سنگستان میں جو لوگ میری اُمت کے بہترین ہیں میرے
صحابہ کے بعد شہید ہوں گے۔

ایکے اور روایت میں آیا ہے کہ جس وقت آپ اس مقام پر پہنچتے
تھے تو اپنے دست مبارک سے اشارہ فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ
اس حرہ میں میری اُمت کے بہترین لوگ شہید ہوں گے رضی اللہ عنہم۔
کعب بن احبار سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا توریت میں
آیا ہے کہ مدینہ پاک کے مشرقی سنگستان میں بہت سے مقتول ہوں گے
کہ جن کے چہرے قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔
اور ابن ذبائہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
زمانے میں ایک دن بارش بہت ہوئی اور حضرت عمر اپنے دوستوں کے ساتھ
مدینہ کے اطراف میں تفریحاً نکلے جب اس مقام پر پہنچے جس کو حرہ کہتے
ہیں تو دیکھا کہ پانی کی رو وادی کی جانب سے رواں تھی کعب احبار بھی
آپ کے ہمراہ تھے انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین! خدا کی قسم جس طرح
یہ پانی بہہ کر آ رہا ہے خون کی رو بھی اس وادی میں اسی طرح رواں
ہوگی۔ (جذب المغلوب ص ۳۲ و ۳۵)



نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی تعبیر

شیخ المحققین فرماتے ہیں :-

یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ مریٰ کو شامیوں کا ایک بڑا لشکر دے کر اہل مدینہ سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا تا کہ ان لوگوں کو مدینہ منظرہ کے حرہ میں نہایت سختی سے قتل کرے اور جتنی شدت کر سکتا ہو کرے تین روز تک حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی کر کے داد بے دینی دے اسی سبب سے اس واقعہ کو حرہ کہتے ہیں۔ یہ جگہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک میل کے فاصلے پر ہے یہاں پر ایک ہزار سات سو آدمیوں کو مہاجرین انصار اور علمائے تابعین کے علاوہ شہید کیا اور عورتوں اور بچوں کے علاوہ عوام میں سے دو ہزار آدمیوں کو مار ڈالا۔ سات سو حافظ قرآن نیز قوم قریش کے ستائیس افراد کو ظلم کی تلوار سے ذبح کر ڈالا۔ فسق و فساد اور زنا کو مباح کر دیا۔ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے اولاد زنا کی جنی تھی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں گھوڑوں کی جولانی دیتے تھے (گھوڑے دوڑاتے تھے) اور غضب کی بات سننے کے روزنہ شریف و منبر شریف کی درمیانی جگہ میں جس کی بابت صحیح حدیث میں آیا ہے کہ یہ (رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ) جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یہاں پر ان کے گھوڑے لید اور پیشاب کرتے تھے۔

قطبی کہتے ہیں کہ اہل اخبار کا بیان یوں ہے کہ مدینہ منورہ اس زمانے میں مطلقاً آدمیوں سے خالی تھا اور اس شہر پاک کے میوے اور پھل و خوش اور چوپایوں کی غذا ہوتے تھے۔ کتے اور دوسرے جانوروں نے مسجد شریف میں رہنا

شروع کر دیا تھا۔ مخبر صادق نے جس طرح پر یہ خبر دی تھی اس کا اسی طرح ظہور ہوا۔
(جذب القلوب ص ۳۶)

مدینہ طیبہ کی حرمت کو پامال کرنے کا حکم

حضرت شیخ لکھتے ہیں کہ یزید پلید نے۔

مسلم ابن عقبہ کو (مدینہ منورہ پر چڑھائی کے لئے) بھیجا اور اس کو وصیت کر دی کہ اگر تجھے (دوران مہم) کوئی حادثہ پیش آجائے تو حصین بن نمیر کو اپنا جانشین بنا دینا اور مزید حکم دیا کہ جن لوگوں کے لئے میں تجھے بھیجتا ہوں ان کو تین مرتبہ مقصد کی طرف بلانا اگر وہ قبول کر لیں تو چھوڑ دینا ورنہ ان سے جنگ کرنا۔ اس کے بعد جب ان پر غالب آجانا تو تین دن تک حرم مدینہ منورہ کو حلال بنا دینا اور یہاں سے جتنا مال اور ہتھیار حاصل ہوں فوج میں تقسیم کر دینا۔

آخر کار یزید یوں کی فوج کو غلبہ ہوا۔ یزید کے حکم کے بموجب تین دن تک حرم مدینہ مباح رہا، لوٹ مار، قتل و غارت گری اور عورتوں کے ساتھ بدکاری ان کا پیشہ ہوا۔
(جذب القلوب ص ۳۹)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-
جب مدینہ منورہ پر یزید کی طرف لشکر کشی کی گئی تو مدینہ کا کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو اس شخص کے لشکر کے ظلم و تشدد سے بچا ہوا ہزار ہا صحابہ شہید ہوئے مدینہ شریف کو خوب لوٹا گیا ہزاروں لڑکیوں سے حرم محترم میں زنا بالجبر کیا گیا۔

(تاریخ الخلفاء اردو ص ۳۰۵)

علامہ سبط ابن جوزی لکھتے ہیں :-

قال هشام بن حسان
ولدت الف امرأة بعد الحرة
من عنبر زوج
یعنی جوینہ یدی فوج نے تین دن تک
مدینہ طیبہ کی کنواری لڑکیوں سے حرم
پاک میں زنا بالجبر کیا اس سے تقریباً
ایک ہزار کنواری لڑکیوں نے زنا

(تذکرۃ الخواص ص ۲۸۹) کی اولاد جنی۔

حضرت سعید بن مسیب تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

لما كان ايام الحرة لم يؤذن
في مسجد النبي صلى الله عليه
وسلم ثلاثاً ولم يقم ولم
يبرح سعيد بن مسيب المسجد
وكان لا يعرف وقت الصلوة
الا بهمة يسمعها من
قبر النبي صلى الله عليه وسلم
(دارمی، مشکوٰۃ ص ۵۲)

کہ حرّہ کے دنوں میں تین دن تک
مسجد نبوی میں اذان و اقامت نہ
ہوئی اور میرے سوا مسجد میں کوئی
نہ تھا اور جب بھی نماز کا وقت
آتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کی قبر النور سے اذان و اقامت
کی آواز آتی تھی اور میں اسی اذان
واقامت سے نماز ادا کرتا تھا۔

صحابی رسول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

کی داڑھی مبارک کے بال نونچ لیے،

حرّح کے واقعات سے ایک واقعہ یہ ہے کہ :-

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کی داڑھی کے
تمام بال نثار نہیں (نہ تھے) ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کی یہ صورت

کیا ہے شاید آپ اپنی داڑھی سے کھیل کرتے ہیں فرمایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اہل شام کا مجھ پر جو ظلم ہوا ہے اُس کے آثار ہیں اور اس کا تعلق واقعہ حرہ سے ہے ایک گروہ میرے گھر میں گھس آیا اور تمام اسباب خانہ داری لے گیا اس کے بعد دوسری جماعت آئی جب گھر میں کوئی چیز نہ پائی تو ان لوگوں میں غصہ اور قہر کی آگ شعلہ زن ہوئی کہنے لگے کہ شیخ کو ہلاؤ پھر تو ان لوگوں میں سے ہر ایک نے میری داڑھی کا ایک ایک بال اکھیرٹانا شروع کیا اور اب جس حالت پر تم مجھے دیکھ رہے ہو ایسا کر دیا۔

(جذب القلوب ص ۴۳)

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ:-

مدینہ منورہ کے اکثر آدمیوں کو تین دن تک قید خانہ میں رکھا۔ اس طرح کہ پانی اور غذا کی خوشبو بھی ان کے دماغ تک نہ پہنچی تھی معید ابن المسیب کو جو تابعین کبار میں سے تھے مسلم بن عقبہ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ نیند کی بیعت کرو۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ میں نے ابو بکر اور عمر کی سیرت پر بیعت کی مسلم بن عقبہ نے کہا کہ میں ان کی گردن مارنے کا حکم دیتا ہوں، ایک آدمی نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ یہ مجنون (پانگل) ہیں تو مسلم بن عقبہ نے ان کے جرم سے درگزر کیا۔

(جذب القلوب ص ۴۴)

مذکورہ بالا سطور میں بیان کیے گئے وہ واقعات ہیں جن کا تعلق براہ راست واقعہ حرہ سے ہے جس میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ کی حرمت کو بیان فرمانے کے باوجود نظر انداز کیا گیا اور اپنی آخرت کو تباہ کرنے سے بھی گریز نہ کیا گیا۔

یزید کے حکم پر مدینہ طیبہ کے صحابہ انصار و مہاجرین اور قرآن کرام اور عامۃ المسلمین کو نہایت ہی بے دردی سے شہید کیا گیا اور پردہ نشین دو شیرازوں کی عصمت درمی کی گئی، مسجد نبوی اور جنت کی کیاری کی حرمت کو پائمال کیا گیا۔ مسجد شریف میں اذان و اقامت اور نماز باجماعت کے نظام کو درہم برہم کیا گیا۔ گنبد خضریٰ کے تقدس کا بھی لحاظ نہ رکھا گیا جو ردِ جفا اور ظلم و ستم کے طوفان برپا کیے گئے حضرت ابو سعید خدری جیسی پر وقار شخصیت کو جسمانی اذیتیں دی گئیں گویا یزید اور اس کے حواریوں نے اپنے لیے جہنم رسید ہونے کے تمام انتظامات خود مہیا کیے پھر ایسے اہل علم و دانش پر صد افسوس ہے کہ وہ ابھی تک یزید کو حق کی راہ پر جانتے ہیں اور امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ خطا کا سمجھتے ہیں۔ اور یزید پلید کی حمایت کرتے ہوئے اپنی آخرت کو یزید کے ساتھ دیکھنا چاہتے ہیں۔

فرق

امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض صحابہ اور عامۃ المسلمین میں صرف فرق یہ تھا کہ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بروقت شقی یزید کی خباثت کو جان کر اس کی بیعت کا انکار کیا اور اس پر استقامت کو قائم رکھا یہاں تک کہ افراد خانہ کے ساتھ اپنی جان بھی قربان کر دی اور تانا پاک کے دین کی حرمت کو قائم رکھا جبکہ دیگر بعض صحابہ نے امام عالی مقام کی شہادت کے بعد یزید پلید کو حد و دشرعیہ کی پائمالی کرتے ہوئے دیکھ کر اس کی بیعت توڑی اور اس کو ملامت کیا جس کی بنا پر واقعہ حرہ رونما ہوا اور خود بھی ان کو دین مبتلین کی حرمت کو قائم رکھنے پر اپنی جانوں کے نذرانے پیش

کر کے دادِ وفا حاصل کی۔

گستاخِ مدینہ منورہؐ مسلم بن عقبہ کی ہلاکت

قطیبی کہتے ہیں کہ اس کی موت واقعہ (حرہ) کے تین دن بعد مدینہ کے راستے میں واقع ہوئی تھی، اس کا پیٹ زرد پانی اور پیپ سے بھر گیا تھا، نہایت بڑی طرح سے (فالج میں مبتلا ہو کر) جان نکلی۔ (عزب القلوب ص ۴۷) قساوتِ قلبی کا حال یہ تھا کہ مرنے کے وقت کہتا تھا کہ اے خدایا! اللہ! اللہ! کی گواہی دینے کے بعد میرے عملوں میں اگر کوئی محبوب ترین عمل جو تیرے دربار میں قابل قبول ہو سو امدینہ طیبہ کے قتل و غارت کے کوئی نہیں اور اگر تو اس کے باوجود بھی مجھے آتشِ جہنم میں داخل کرے گا تو مجھ سے بڑھ کر کوئی بد بخت نہ ہوگا۔

گویا کہ وہ بد بختِ مدینہ طیبہ کی حرمت کو پامال کرنا اور قتل و غارت کرنا بڑی سعادت مندی سمجھتا تھا یہ اس کی رستمگری کا حال تھا۔

یزید پلید کی سرکردگی میں

مکہ مکرمہ اور بیت اللہ شریف کی بے حرمتی

مسلم بن عقبہ نے مدینہ طیبہ کی حرمت کو پامال کرنے کے بعد اپنی موت سے پہلے حصین بن نمیر سکونی کو بلایا اور کہا کہ یزید نے میرے بعد تجھ کو والی بنانے کا حکم دیا ہے چنانچہ تو جلد مکہ کی طرف متوجہ ہو اور ابن زبیر (صحابی رسول کے قتل) کے کام میں تاخیر نہ کر اور ان کے قتال میں کوتاہی سے کام مت لے۔ منجھنیق (اس وقت کی توپ) نصب کر اور اگر ان کے سامنے خانہ کعبہ میں پناہ لیں

تو ان سے خون زدہ مت ہو بلکہ اپنے کام کو انجام دو اور منجینق کو کام میں لاؤ۔
 حصین بن تمیر نے اس کی وصیت کے مطابق مکتہ پہنچ کر چولسٹھ دن تک
 اس شہر معظم کا محاصرہ کر کے داد جنگ و جدال کی دی۔ منجینقوں کے کعبہ معظمہ
 پر پتھر برسائے، بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے ایک شخص نیزہ کے
 سر پر آگ روشن کئے ہوئے تھا ایک ہوا آئی اور خانہ کعبہ میں آگ لگ گئی
 اسی آگ میں یزید پلیدی کی موت کی خبر پہنچی، یزید ذات الجنب (مؤمنیہ)
 کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

اہل شام اور بوزانیہ میں پریشانی پیدا ہو گئی سب کے سب ذلیل و
 خوار ہو کر واپس ہوئے اور سب نے بھاگنا شروع کر دیا۔

واقعہ حرہ کا وقوع بدھ کے دن ستائیس یا اٹھائیس ذی الحجہ ۶۳ھ
 میں ہوا اور مسلم بن عقبہ کی موت محرم کی چاند رات ۶۴ھ نہجری میں ہوئی
 اور جنگ مکہ معظمہ اور منجینق سے بیت اللہ پر گباری ہفتہ کے روز
 تیسری ربیع الاول کو ہوئی تھی اور شقی یزید پلیدی کی موت پہلی ربیع الآخر
 واقعہ (حرہ) کے بعد ہوئی۔ (جذب القلوب ص ۴۵)

حدیث قسطنطنیہ اور یزید

یزید پلیدی کے مدح خواں حدیث قسطنطنیہ کو پیش کر کے یزید پلیدی
 کو مغفور لہم میں شامل کرتے ہیں اور اس کی مغفرت اور جنتی ہونے کے
 دعویدار بنتے ہیں تو ایسے لوگوں کو اپنے ہی گھر کے محقق حکیم الاسلام مولانا
 محمد طیب صاحب مہتمم دارالاسلام دیوبند کی تحقیق اور وضاحت پر اعتماد
 کرنا چاہیے کہ یزید جیسے بے باک سفاک، قاتل اہل بیت اور قاتل امام

حسین جیسے بذخبت رشتی کو مغفور لھم میں شامل کر کے اس کی مغفرت کے دعویٰ سے دست بردار ہو جانا چاہیے۔

جناب مولانا حسین احمد صاحب مدنی لکھتے ہیں یہ کہ :-

یہ حدیث (جہاد قسطنطنیہ دالی) عام ہے اور بلاشبہ اس کا وعدہ مغفرت بھی جہاد قسطنطنیہ کے ہر شریک کے لئے عام ہے جن میں یزید بھی داخل ہے مگر انہی قدرتی شرائط کے ساتھ جو طبعاً جو ایسے مواقع پر قواعد شرعیہ کے تحت ملحوظ ہوتی ہیں۔ مثلاً حدیث نبوی میں ارشاد ہے **اُمَّتِي اُمَّتٌ هَرَجُومَةٌ** میری اُمت اُمت سرخوڑہ ہے (جس کے تمام افراد کے لئے جو قیامت تک آنے والے ہیں رحمت اور مغفرت موعودہ ہے) مگر اس بشرط کے ساتھ کہ وہ اُمت اجابت میں شامل رہیں۔ اگر معاذ اللہ کوئی سرمد ہو کر اُمت دعوت میں چلا جائے تو دوسری نصوص سے اس حدیث کی تخصیص ہو جائے گی۔ اور وہ فرد اس وعدہ سے خارج ہو جائے گا۔ اس لئے اس حدیث کا یہ وعدہ قدرتی طور پر بشرط بقار اجابت ہوگا۔ مطلقاً نہ ہوگا۔

اسی طرح یہاں بھی جہاد قسطنطنیہ کے سب شرکار کے لئے وعدہ مغفرت عام ہے۔ مگر اسی طبعی شرط کے ساتھ کہ یہ لوگ انہی مستلیمی کیفیات و احوال اور باطنی نیات و جذبات پر باقی رہیں جن کے ساتھ انہوں نے جہاد کیا تھا لیکن بعد میں اگر کسی کے قلبی احوال بگڑ جائیں اور تقویٰ کے وہ مقامات باقی نہ رہیں جو بوقت جہاد تھے تو طبعاً وہ حکم مغفرت بھی اس خاص فرد کے حق میں باقی نہ رہے گا۔ مثال کے طور پر مسلم و سخاری ہی کی ایک روایت کو سمجھیے کہ آدمی اہل جنت کا عمل کرتے

کرتے جنت سے اتنا قریب ہو جاتا ہے۔ کہ اس میں اور جنت میں
 بالشت بھر کا فضل (فاصلہ) رہ جاتا ہے مگر نوشتہ تقدیر سامنے آجاتا ہے
 اور وہ جہنم میں چلا جاتا ہے اور ایسے ہی برعکس۔ ظاہر ہے کہ یہ جنت و نار
 کی انجام کار تبدیلی احوال کی تبدیلی ہی پر دار ہے۔ اندری صورت اس شخص
 کی نیکی کرتے رہنے کے دور میں ہر شخص اسے یہی کہے گا کہ فلاں آدمی
 تو جنتی ہے لیکن غور کیا جائے تو جنتی درحقیقت اس آدمی کو
 نہیں کہا جاتا بلکہ اس کے احوال و اعمال کو کہا جاتا ہے وہ جب بھی بدل
 کر جہنمی ہو جائیں گے جب ہی پہلا حکم بدل جائے گا اور یہ شخص بھی جہنمی
 کہلانے لگے گا۔

ٹھیک اسی طرح جہادِ قسطنطنیہ والی حدیث بشارۃ و معذرت کے عموم
 میں یزید بھی شامل تھا جس کے معنی یہ تھے کہ اس کے اس وقت کے
 احوال و اعمال مقبول و معذور تھے۔ *الیہ یصعد الکلم الطیب*
والعمل الصالح یرفعہ، جب وہ بدلے تو طبعاً وہ بشارت
 بھی اس کے حق میں باقی نہ رہی اب اگر بدلے ہوئے حالات میں
 بھی کوئی پہلے ہی حکم کی رٹ لگانی جائے تو یہ شریعت کے اصول و
 قوانین کا معارضہ ہے پس جب یزید کا اچھا حال تھا بشارت قائم تھی
 جب بدل گیا تو بشارت بھی اٹھ گئی۔

(شہیدِ کربلا اور یزید ص ۱۷۱، ص ۱۷۲)

نیز فرمایا کہ:-

”جہادِ قسطنطنیہ کے وقت کے احوال و جذبات اور تھے،
 تو بشارتِ معذرت دے دی گئی اور بعد کے حالات اور تھے تو“

وہ بشارت باقی نہ رہی جس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ تبشیر مغفرت پہلے ہی سے ان احوال کے ساتھ مشروط تھی جو نقصانے معلق کی شان ہوتی ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ واقعات سے اقرب اس حدیث کی تشریح یہ ہے کہ جہادِ قسطنطنیہ سے یزید کی سابقہ سیئات کی مغفرت کر دی گئی تو وہ مَغْفُورٌ لَہُمْ میں حقیقتاً داخل ہو گیا۔ لیکن بعد کی سیئات کی مغفرت کا اس میں کچھ وعدہ نہیں تھا۔ اس لئے آئندہ کے فسق کا حکم دُسر ہوگا اسی صورت میں مَغْفُورٌ لَہُمْ کو ایسا ابدی حکم سمجھنا کہ یزید کے مرتے دم تک کے تمام فسق و فجور کی مغفرت ہوگی یا وہ ہمیشہ کے سیئات سے محفوظ اور معصوم بنا دیا گیا محض ذہنی اختراع ہے حدیث کا مدلول نہیں۔

(شہیدِ کربلا اور یزید ص ۱۷۵)

۱۔ اسی طرح حضرت عبادہ بن الصامت سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے مِنْ شَہِدِ اَیُّمٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَانْتَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْہِ النَّارَ۔ (رواہ مسلم)

۲۔ دوسری روایت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ مَاتَ وَهُوَ لَعِلْمٌ اِنَّہٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ، جس نے اللہ تعالیٰ کی اُوبیت و وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دی اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔

حضرت عثمان کی روایت کے مطابق کہ سرکار نے فرمایا جس کا اس

بات پر یقین ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہوا۔
ہرگز روایت سے جو چیز ثابت ہے وہ یہی کہ جنت میں
 داخل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اُوبیت و وحدانیت
 اور مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کی رسالت پر ایمان ہو اور اگر کوئی کلمہ
 پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی اُوبیت و وحدانیت کا قائل نہ رہے تو وہ
 نہ تو جنت میں جائے گا اور نہ ہی اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگی
 کہ اس نے ارتکابِ کفر کیا ہے۔

اسی طرح جہادِ قسطنطنیہ کلمہ مَغْفُوْرٌ لَّہُمْ کا مصداق
 جب تک ہے کہ وہ اس کا اہل ہو اور اگر کسی شخص نے اس کے بعد
 اہل بیتِ عظام کو اذیت پہنچائی یا پھر ناحق ان کے قتل کا ارتکاب
 کیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی اور اللہ و
 رسول کو اذیت پہنچانے والا بحکمِ نصِ قطعی مستوجبِ عذابِ نار ہے۔
 بریے بنایزید کو جنتی کہنا بے مقصد اور بے محل ہے کہ وہ
 مَغْفُوْرٌ لَّہُمْ کے اعزاز سے خارج ہو گیا ہے۔

اِسْوِیَۃ!

پیش کیے گئے حقائق و دلائل کے حوالہ سے کوئی بھی حق پسند اور
 صاحبِ علم و دانش یزید پلید کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل سے بے خبر
 اور بڑی الذمہ قرار نہیں دے سکتا بلکہ سانچہ کربلا کا اہتمام یزید عنید
 کے زیرِ حکم اور زیرِ کمان ہوا۔
 اس لیے یزید شقی کی حمایت کرنے والوں کو اپنے انجامِ بد

سے آگاہ رہنا چاہیے کہ قاتلانِ حسین کی طرح اُن کا حشر بھی ایسا نہ ہو
جیسا کہ ابن زیاد، شمر لعین، خوئی بن یزید اور حرملہ کا ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور؛

اِس کے پیارے محبوبِ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامنِ رحمت تھامے
ہوئے دُعا بنے کہ وہ اہل بیت کرام کی محبت و عقیدت کے ساتھ زندگی
گزارنے کی توفیق بخشے اور قیامت کو انہی کے زیر سایہ نویدِ مغفرت
عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

اللَّهُمَّ اجِبْ حَقَّ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

۔۔ خاکِ پا سے اہل بیت ۔۔

فقیر ابو العتیق غلام نبی ہمدانی
مکملہ

دارالعلوم جامعہ عتیقیہ رضویہ رجسٹرڈ

کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ

۔۔۔ اختتام ۔۔۔

۳ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۹۳ء

بروز بدھ بوقت ساڑھے چار بجے شام

مذہبِ حنفی کے مطابق طریقہ نماز برائے بے مثال کتاب

صلوٰۃِ مصطفیٰ

قرآن و سنت کی روشنی میں

تالیف

عبدالوہاب المشہدانی

مترجم

حافظ محمد اکرم مجددی

عنقریب شائع ہو رہی ہے

ناشر

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

ایک عظیم عربی سکا لری کی ماریہ ناز تحقیق

اختلافی مسائل کا حل

قرآن و سنت کی روشنی میں

تالیف

حضرت العلامة سید زین بن آل سمیط باعلوی حسنی

مترجم

حافظ محمد اکرم مجددی

ناشر

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

واعظوں اور خطیبوں کیلئے ایک بہترین تحفہ

خطباتِ حنفیہ

تالیف

قدوة العلماء حضرت مولانا محمد صالح نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

عنقریب منظر عام پر آرہی ہے۔

ناشر

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

امام الائمہ سراج الاولیاء امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر

خانوادہ امام ربانی کے ایک چشم و چراغ کی بہترین تحقیق

شانِ امامِ اعظم

تصنیف

حضرت العلام مولانا ابوالحسن زید فاروقی الزہری رحمۃ اللہ علیہ

مقدمہ : مفتی محمد خان قادری لاہور

ناشر

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

مُصَدِّقَاتُ



تصنیف
ذکر

★ جمالِ بشریت

★ الصَّلوةُ والتَّسْلِيمُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ

★ جلوسِ میلادِ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواز

★ ایصالِ ثواب اور فاتحہ خوانی

★ نور و ظہور (تحقیق بارہ ربیع الاول)

★ زید۔ زیدیت کے آئینے میں

★ ذکر مبارک۔ نعمتِ عظمیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

★ فیضانِ ہمد م علیہ الرحمۃ

ملنے کے پتے

شعبہ اشاعت جامعہ پلاس والہ
دارالعلوم عتیقہ رضویہ جسٹریٹ
دارالعلوم عتیقہ رضویہ یالکوٹ

اقبال روٹ

اسلامی کتب خانہ ہریالکوٹ

